ہندوستان بھر میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کرنے والا واحد اور اکیلا اخبار ٭ رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۶

ضوابط

(۱) عوام سے چندہ سالانہ عاہ ششماہی عہ

(۲) امرائے عظام سے امتیازی قیمت

پانچ روپیہ

علاوہ اس کے جو کچھ عطا کریں وہ عطیہ تصور ہوگا۔ ایسے اصحاب کے اسمائے گرامی سرپرستان اخبار کی فہرست میں درج ہوں گے۔

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت بیان کرنا۔

(۲) آریوں اور عیسائیوں کے حملوں سے اسلام کو بچانا۔

(۳) الزامات کی گرد و غبار کو اسلام کے منور چہرے سے بدلائل عقلی و نقلی دور کرنا ٭

(۴) حضرت باوا نانک کی تعلیم کو سکھ صاحبان میں پہنچانا اور انہیں اسلام کی دعوت دینا۔

(۵) گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی۔

۱۷۔ مارچ سنہ ۱۹۱۶ء

جلد ۷ | ایڈیٹر محمد یوسف سابق سورن سنگھ وڈوان | نمبر ۱۱

باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی سوانحعمری کا دوسرا ایڈیشن

نخامت ۲۴۴ صفحہ

(شروع سے لیکر آخر تک حضرت باوا صاحب کی زندگی کے تفصیلی حالات)

یہ اس ولی اللہ کی سوانحعمری ہے جس نے آج سے چار صدی پیشتر ہندوؤں کے گھر میں پیدا ہو کر اور اُن کے سب عقائد باطلہ کا رد کر کے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ بلند کیا۔ گرنتھ صاحب اور جنم ساکھی سے حضرت باوا صاحب کے اقوال سے یہ دکھلایا گیا ہے۔ (۱) ویدوں پرانوں کا رد (۲) ہندوؤں کے تیرتھوں کا کھنڈن (۳) زنار کی تردید (۴) بت پرستی کا رد۔ (۵) ہندوؤں کے مسئلہ اوتار کی تردید۔ (۶) تناسخ کا رد۔ (۷) مسئلہ چھوت چھات کا کھنڈن (۸) دیوی دیوتا کی تردید وغیرہ وغیرہ۔

اور پھر برخلاف اس کے گرنتھ جنم ساکھی واراں بھائی گورداس جی کے نہایت مسلم اور معتبر حوالجات سے ان امور کو مبرہن اور آشکارہ کیا گیا ہے۔ کہ حضرت باوا صاحب توحید۔ نماز۔ روزہ۔ کلمہ طیبہ۔ زکوٰۃ۔ حج وغیرہ کے بدل و جان قائل تھے۔ ان اسلامی اصولوں کو حضرت باوا صاحب مرحوم نہ صرف خود بجالائے۔ بلکہ عوام الناس کو بھی یہ نصیحت کی۔ کہ اگر تم خداوند تعالیٰ کے جوار رحمت میں جگہ پانا چاہتے ہو۔ تو توحید۔ نماز۔ روزہ۔ کلمہ طیبہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ قرآن کریم پر بدل و جان ایمان لاؤ۔ غرضیکہ یہ کتاب نہ صرف حضرت باوا صاحب کے عقیدتمندوں کے استفادہ روحانی کا ذریعہ ہے بلکہ ہم مسلمانوں کے ازدیاد ایمان کا بھی موجب ہے ٭

اسوقت بہت سے سکھ اور نانک پنتھی اصحاب کے نام نور کا پرچہ موقوف جاتا ہے۔ اور نور کے فنڈ کی حالت بہت کچھ ناظرین کی توجہ کی محتاج ہے میں چاہتا ہوں کہ دوست اس مفید ترین کتاب کو خرید فرما کر نہ صرف خود مطالعہ فرماویں۔ بلکہ اپنے سکھ اور نانک پنتھی دوستوں میں تقسیم کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔ اس سے ایک تو نور کا فنڈ قرضہ کے بوجھ سے نجات پائیگا۔ اور دوم ایسی بے نظیر کتاب سکھوں اور نانک پنتھیوں میں تقسیم کرنے سے اشاعت اسلام کا ایک اہم ترین فرض ادا ہوگا۔ غرضیکہ یہ کار خیر ہم خرما و ہم ثواب کا ذریعہ ہے۔ لکھائی نہایت عمدہ چھپائی نہایت اعلیٰ کاغذ نہایت نفیس۔ ضخامت ۴۴ صفحے باوجود ان سب خوبیوں کے مجلد کی قیمت ۴ ار۔ بغیر جلد ۱۲ ار۔ درخواستیں اس پتہ پر ہوں ٭

مینجر اخبار نور۔ قادیان۔ ضلع گورداسپور

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام حافظ مظفر الدین صاحب چھپکر مسمی شیخ محمد یوسف صاحب کیلئے قادیان سے شائع ہوا

بسنت طبی نقطہ خیال سے

KHILAFAT LIBRARY

(از کوی نور وید بھوشن پنڈت ٹھاکر دت شرما وید موجد امرت دھارا لاہور)

بسنت رُت کو سب موسموں میں اعلیٰ سمجھا جاتا ہے اسکو انگریزی میں سپرنگ اور فارسی میں موسم بہار کہتے ہیں۔ اس موسم کی تعریف میں ہر زبان کے شاعران نے ہمیشہ زور لگایا ہے۔ جوش اور امنگوں سے دن بھی مانے گئے ہیں۔ پرانوں میں جہاں کام دیو کا ذکر آتا ہے۔ وہاں بسنت کو اسکا بڑا سپہ سالار لکھا ہے۔ چنانچہ وسوامتر کا تپ بھنگ کرنے جب اپسرا آئی ہے۔ تو جہاں ایک طرف کام نے تیر چلایا ہے۔ وہاں بسنت نے پھولوں کا ہار پہنایا ہے۔ اس بات کو راوی ورلنے اپنی ایک تقریر میں ظاہر کیا ہے۔ یہ موسم ہر کام کرنے کے واسطے افضل مانا گیا ہے۔ مصنف اس میں خوب لکھتے ہیں محقق تحقیقاتیں کرتے ہیں۔ خدا دوست عبادت کرتے ہیں۔ اور خواہشات نفسانی میں پھنسے ہوئے "دن کیسے کٹینگے بہار کے" گاتے پھرتے ہیں۔ ایک سنسکرت کا شاعر لکھتا ہے "جیسے راجہ کی چڑھائی پر فوج نعرے لگاتی ہے۔ اسی طرح بسنت رتو کے شروع میں راجہ کام دیو کی سواری نکلتی ہے۔ یہ دنیا کو فتح کریگا۔ یہ ملیاچل کی ہوا کے متوالے ہاتھی پر سوار ہے۔ اور کوئلوں کے جھنڈ آم کے درختوں پر نعرے لگا رہے ہیں"۔

بسنت کب شروع ہوتی ہے؟ شاستروں کے مطابق بسنت کے دن ۱۵۔ فروری سے ۱۵۔ اپریل تک ہونے چاہئیں۔ مگر ہندوستان میں موسم کئی سالوں سے خراب ہو رہے ہیں۔

جو کچھ نشانات بسنت کے لکھے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بسنت اس دفعہ دیر میں شروع ہوئی جو دراصل فروری کے اخیر سے اپریل کے اخیر تک سمجھنی چاہئے

بلغم فاسد ہوتی ہے۔ بسنت رتو میں سردیوں میں جمع ہوئی ہوئی بلغم فاسد ہوتی ہے۔ اس واسطے اس موسم میں بلغمی امراض پیدا ہو جاتے ہیں جیسے گرمی سے برف ڈھلتی ہے۔ ویسے ہی جمع شدہ بلغم ڈھلکر حرارت غریزی اور قوت ہاضمہ کو کم کر کے بلغمی امراض کو پیدا کرتا ہے۔ صحت کے خواہشمند انسانوں کو اس موسم میں بلغم کو فتح کرنا چاہئیے۔ بلغم کو قابو میں رکھنے سے وہ امراض سے بچے رہیں گے جن کا مزاج بلغمی ہے ان کو خاص طور پر خیال رکھنا چاہئیے۔ ایک جگہ لکھا ہے۔ کہ قے جلاب نسوار ہلکی و خشک غذا سے اور مالش سے یا خوشبودار بلغم کو دور کرنے والی ادویہ کو لگانے سے ورزش و کشتی سے جو اس بلغم کو جیتتا ہے۔ وہ بسنت کو بیمار نہیں ہوتا ہے۔

اس شلوک میں مصنف نے دریا کو کوزہ میں بند کیا ہے قے جلاب سے جسم کا و نسوار سے دماغ کا تنقیہ خاص ضرورت پر کیا جاتا ہے۔ ہر ایک کے واسطے نہیں۔ مگر اس موسم میں سب کے واسطے ضروری ہے۔ کہ غذا ہلکی و زود ہضم ہو۔ اور زیادہ مرغن نہ ہو۔ سردیوں میں جو مرغن اشیاء ہم بنا بنا کر کھاتے رہے وہ اس موسم میں ہضم نہیں ہو سکتی ہے۔ ورزش و مالش بہت ضروری ہے۔ ورزش باقاعدہ جو کرتے ہیں۔ ان پر اس موسم کی زیادتی بلغم کچھ اثر نہیں کر سکتی ہے۔ سیر یا ہوا خوری اس موسم میں باقی تمام موسموں سے زیادہ مفید ہے۔ آپ باقاعدہ دو مہینے صبح کو لمبی سیر کیجئے۔ اور پھر دیکھئے۔ کہ کتنی صحت میں ترقی ہوتی ہے۔ ویدک کتب میں جہاں زمانہ قدیم میں گھر علیحدہ علیحدہ ہونے کے باعث ورزش کا تو بہت تذکرہ ہے۔ مگر سیر کا ذکر نہیں ہے انہیں بھی یہ لکھا ہے کہ بسنت میں گھومنا بہت مفید ہے۔

خوشبوبات لگانے سے دل خوش رہتا ہے۔ اور بلغم بھی کم ہوتا ہے۔ اسواسطے کسی جگہ ہدایت ہے کہ غسل کے بعد کیسر وچندن گھسکر لگایا جاوے۔ پنڈت لوگ ابتک پیشانی پر یہ اشیاء لگاتے ہیں۔ مگر آجکل ان اشیاء کا رواج کم ہو رہا ہے۔

ہاضمہ کی قوت کو برقرار رکھنے کے لئے ورزش بھی اعلیٰ چورن کا کام دیا کرتی ہے مگر جو لوگ ہاضمہ میں کمی محسوس کرتے ہیں۔ وہ مندرجہ ذیل چورن کو استعمال کر سکتے ہیں۔ بعد از غذا پانی سے کھایا جا سکتا ہے۔

چورن ہاضمہ: اجوائن دیسی۔ اجوائن خراسانی۔ احمود سونف پوست ہلیلہ۔ پوست بلیلہ۔ آملہ۔ سونٹھ۔ مرچ سیاہ۔ پیپل دارچینی۔ پیپلا مول۔ سہاگہ بریاں۔ دانہ الائچی کلاں ہر دو تولہ ست پودینہ ۳ ماشہ۔ نمک سیاہ ۲ تولہ۔ سب کو پیس کر رکھے۔ متوی ہاضمہ و دافع درد پیٹ و اپھارہ و قاطع بلغم ہے۔ اگر ادرک یا لیموں کا رس ڈالیں تو اور بھی بہتر ہے۔

شرابی لوگ۔ ان دنوں میں شراب بہت پیتے ہیں۔ یہ رواج شائد اسی واسطے ہوا ہو کہ شراب قاطع بلغم ہے۔ مگر اس موذی میں اس صفت کے ساتھ بیسیوں عیب بھی ہیں۔ اسواسطے اسکو کبھی بھی استعمال نہیں کرنا چاہئیے۔

پانی۔ صاف پینا چاہئیے۔ اور غذا کے ساتھ بہت نہیں پینا چاہئیے کیونکہ بلغم بڑھاتا ہے۔ خاصکر اگر غذا کے اخیر میں پیا جائے کبھی کبھی گرم پانی کے دو چار گھونٹ پینا بہت مفید ہے جنکو بلغم کی زیادتی تکلیف دیتی ہو۔ وہ پانی میں سونٹھ اوٹا کر اس پانی کو پی سکتے ہیں۔ ہڑ کو جو استعمال کرتے ہیں وہ شہد کے ساتھ ہڑ کو استعمال کریں۔ تو بہت مفید ہے۔ اس موسم میں استعمال کے قابل اشیاء میں مندرجہ ذیل کا ذکر ہے۔

کیسر۔ ترپھلا۔ ترکٹا۔ ہلدی۔ پیلا مول۔ اسکندھ۔ اجوائن زیرہ ادرک۔ مولی۔ پٹھ۔ میتھی۔ بتھوا۔ کچنال۔ پردل۔ چولائی۔ زمین قند۔ کریلہ۔ شہد۔ سرسوں۔ سالنی چاول۔ چنا۔ مٹر۔ جو گیہوں۔ مونگ۔ ارہر۔ مسور۔ کودوں۔ رائی۔ چوکا۔ سہنجنہ۔ بیگن لہسن۔ پان۔ کھیل۔ گرم دودھ۔ کڑہی۔ پرچ۔ نمک آمیز چاہیہ خشک کیلی۔ تیز مرکڑی اشیاء وغیرہ۔

توری۔ اڑد۔ دہی۔ آلو۔ گنا چاول۔ بھینس کا دودھ۔ تیل کی اشیاء۔ اڑد کا بڑا۔ بہت مرغن اشیاء۔ ترش اشیاء۔ دیر ہضم اور بہت میٹھا کمزوروں کو ممنوع ہے۔ اور دوسروں کو بھی کم کھانی چاہئیے۔

نیند: کے متعلق صرف یہ یاد رکھنا چاہئیے۔ کہ زیادہ سونا بلغم کو بڑھاتا ہے۔ اور کم سونا بلغم کو کم کرتا ہے۔ اس موسم میں نیند کو کچھ کم کرنا چاہئیے۔ اٹھنا علی الصباح چاہئیے۔ کیونکہ صبح کی نیند خاص طور پر بلغم کو بڑھاتی ہے۔

خوشی و زندہ دلی اس موسم میں بہت ضروری لکھی ہے۔ بال بچوں و دوستوں و استری کے ساتھ ہنسنا کھیلنا اور طبیعت کو خوش رکھنا۔ باغوں میں جا کر جانوران خوش الحان کی آوازیں سنکر اس پربھو کی قدرت کو یاد کر کے پریم میں مگن ہونا صحت کو چاہا کرتے ہیں یہ مختصر اشارے اس موسم کے لئے دیئے ہیں جو ان پر عمل کرینگے صحت پائینگے۔

KHILAFAT LIBRARY

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اخبار نور قادیان

قادیان۔ دارالامان۔ ۱۷۔ مارچ ۱۹۱۶ء

سکھ صاحبان کے محبت بھرے خطوط
ایڈیٹر نور کے نام
اس کے مقابلہ میں بعض نور کے خریداروں کا کام

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ ایڈیٹر نور کا کام سکھ صاحبان میں دن بدن وسعت اور فراخی اور عظمت حاصل کر رہا ہے۔ میں تندہی اور جان فروشی سے خاکسار ایڈیٹر نور سکھ صاحبان میں اشاعت اسلام کے اہم ترین فرض کو بجا لا رہا ہے۔ یقیناً وہ تمام سکھ پریس میں اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ تمام ہندوستان میں صرف نور ہی ایک ایسا اخبار ہے۔ جو کمال تن دہی خلوص قلب اور صدق نیت کے ساتھ سکھ صاحبان اور آریہ سماج میں اشاعت اسلام کے اہم ترین فرض کو کمال خوش اسلوبی اور امن طریقہ سے بجا لا رہا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ فضل اور شکر ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ سکھ صاحبان کے دل میری طرف پھیر رہا ہے۔ اور وہ خاکسار کے کام کو نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔ اور ان کے قلوب اس امر کو مان چکے ہیں۔ کہ نور جس طرف ہماری رہنمائی کر رہا ہے۔ یقیناً یہی صراط مستقیم اور سیدھی راہ ہے اور دنیا میں یہ ایک ہی صراط مستقیم ہے جسے آج سے چار صد سال پیشتر حضرت بابا نانک صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کمال عزت اور احترام کے ساتھ دیکھا سکھ صاحبان کے محبت بھرے خطوط آئے دن آتے رہتے ہیں۔ اور ان میں سے چند ایک نیچے درج کئے جاتے ہیں۔

تاکہ یہ خطوط دوستوں کے ازدیاد ایمان کا ذریعہ ہوں۔ اور دوستوں کے لئے اس امر کے محسوس کرنے کا موقعہ ملے کہ خاکسار ایڈیٹر نور کا مشن اندر ہی اندر اپنا کام نہایت بابرکت طریقہ سے کر رہا ہے۔ اور دوست دعاؤں میں خاکسار ایڈیٹر نور کے ساتھ ہوں۔ کہ خداوند تعالیٰ وہ وقت قریب سے قریب تر لاوے۔ کہ حضرت بابا نانک صاحب سے حسن عقیدت رکھنے والے ان کے راستہ پر قدم زن ہو کر انکی روح کی خوشنودی حاصل کریں۔ اور انشاء اللہ وہ وقت قریب آ رہا ہے۔ جیسا کہ حسب ذیل خطوط اس آنے والی خوشی کی خوشبو ہم تک پہنچا رہے ہیں۔

سردار لابھ سنگھ صاحب گورمکھی حروف میں لکھتے ہیں۔ جسکا ترجمہ اردو میں درج ذیل ہے۔

"میں نے آپ کی کچھ کتب اور اخبارات پڑھے میرا دل آپ کے خیالات سے متاثر ہو رہا ہے اگر میں آپ کی طرف خیال کروں یا مسلمان ہو جاؤں۔ تو میرے قوم کے لوگ یقیناً میرے دشمن ہو جائیں گے۔ اگر آپ کے پاس آنے پر مجھے کوئی تکلیف نہ ہو۔ تو ٹھیک ہے۔ اس سے آپ یہ نہ سمجھیں۔ کہ مجھے کسی قسم کا طمع ہے ہرگز نہیں۔ صرف آپکے مذہب کے خیالات مجھے پیارے لگتے ہیں"۔

اب دوسرا خط ملاحظہ فرمادیں۔

سردار گوجر سنگھ صاحب لکھتے ہیں۔

"افسوس کہ کمترین سالانہ جلسے سے مستفیض نہ ہو سکا۔ کمترین نے رخصت مانگی تھی۔ جو کہ نامنظور ہوئی۔ آپ اپنی رائے مبارک سے مطلع کریں کہ آیا کمترین آپکے ساتھ ملکر اشاعت اسلام میں حصہ لے سکتا ہے۔ کوئی کامیابی کی راہ ہے اگر کامیابی ہو سکے۔ تو کمترین موجودہ ملازمت کو دینی کام پر نثار کرنے کے لئے آمادہ ہے"۔

اب ایک اور محبت بھرا خط ملاحظہ فرمادیں۔

بھائی تجھن سنگھ صاحب لکھتے ہیں۔

"مجھے آپ کا اخبار پڑھنے کا از حد اشتیاق ہے پرچہ کی تعریف تو اس عاجز سے ہو نہیں سکتی۔ حیرانی کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا۔ آپکے علم و حلم اور آریہ دھرم کی گہری واقفیت کا ثبوت صرف آپ کا پرچہ ہی دیتا ہے۔ اگرچہ دیگر اخبارات کی نسبت صفحات کم تھے۔ مگر دیگر اخبارات کیطرح اشتہارات سے پُر نہ تھا۔ امرت کا ایک گھونٹ زہر کے پیالے سے اچھا ہے"۔

ایک اور پریم میں ڈوبا ہوا خط ملاحظہ فرماویں۔

سردار گوپال سنگھ صاحب میرٹھ سے تحریر فرماتے ہیں۔

"آج آپ کا نور ملاحظہ کیا۔ آپکی لیاقت و حق کی واقعی زبان تعریف کرتی ہے۔ کیا آپ اس غریب پر نظر پروری فرمانے کے لئے برکات مذہب اسلام ایک خط میں تحریر کریں گے؟ تاکہ ان کو پڑھکر میں اپنے دل کو زحمت دیتا ہوا اسلام میں قدم رکھوں کیونکہ آپکا پرچہ دیکھ کر یہ خواہش دل کو اکساری ہے"۔

اسی پر اکتفا نہیں ہے۔ آگے اور ملاحظہ فرمایئے۔ علاقہ دربھنگہ سے شیخ عبداللہ صاحب نومسلم تحریر فرماتے ہیں۔

"آپ کی سچی ہمدردی اور دینی جوش قابل رشک ہے۔ اللہ آپ کو ترقی دے۔ اور ایمانی جوش اور عطا فرماوے۔ میں نے نور کے مضامین کے ذریعہ دو احباب کو داخل مذہب اسلام کیا۔ اور برابر ترقی اسلام میں مصروف ہوں۔ آپ کا نور ہمیں اشاعت اسلام میں بہت مدد دیتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپکے نور سے بہت فائدہ ہوگا"۔

سردار سیوا سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

اخبار نور ہے کہ صحیفہ ہے نور کا
مضمون ہر ایک اس کا نمونہ ہے نور کا
حق گوئی اس کا شیوہ ہے راستہ دلیرہ
لکھنا جو بات سچ ہو طریقہ ہے نور کا
گفتار سے دلوں کو تسخیر کر رہا ہے۔
طرز سخن جہان سے نرالا ہے نور کا
سارے جہاں کو نور سے معمور کر دیا
گویا کہ اس کے پاس خزانہ ہے نور کا
لائق ایڈیٹر اسکا سب خوبیوں میں کامل

ایڈیٹر نور کے نام ہر خط کا جواب ٹکٹ نہ آنے کی صورت میں نہیں بھیجا جاتا۔ منیجر

یعنے محمد یوسف چشمہ ہے نور کا
باطن کی میل دھوئے اور نور دل کو بخشے
کون ایسا کر رہا ہے یہ حصہ ہے نور کا
مخلوق کی بھلائی پیش نظر ہے ہر دم
ہو راستی جہاں میں یہ منشا ہے نور کا
نور اپنے ہمسروں میں ہے خیر خواہ سب کا
سب خیر خواہ اس کے یہ رتبہ ہے نور کا
میں سیوا سنگھ اسکا مداح ہوں جان دل سے
بخشا ہے نور جسکو یہ گر شمہ ہے نور کا

یہ اللہ تعالے کا کسقدر فضل ہے اور میرا مولی کسطرح میرے بھائیوں کے رخ اسطرف پھیر رہا ہے۔ استقلال سے کام کی ضرورت ہے۔

حیدر آباد سے ایک معزز دوست لکھتے ہیں۔ "ہمارے سندھی ٹریکٹ نے نانک پنتھیوں میں بہت کام کیا۔ نانک پنتھی مانتے ہیں۔ کہ خوب لکھا۔ بہت اسلام کے قائل ہو گئے ہیں۔ مگر ان کی حالت قابل رحم ہے۔ عیال و اطفال چھوڑنا بہت مشکل ہے۔ ایک دیوان ہندو بہت قائل ہو گیا۔ اپنے قبیلے کو سمجھا رہا ہے۔ قبیلے کے ساتھ اسکا خیال ہے۔ کہ اسلام قبول کرے"۔

آگے اور ملاحظہ فرمائیے۔

جناب پنڈت حب لعل جی تحریر فرماتے ہیں۔

"جناب مشفق۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ"

مراسم بندگی کے عرض ہے۔ کہ جب جی کی پوتھی معنوں کے ساتھ ضرور اخبار میں درج کیا کریں اور اب آپ کی تصنیف کردہ سوانحعمری شری گورو نانک دیو جی مہاراج نانک پنتھی بڑے شوق سے سنتے ہیں۔ بطور لیکچرار کے میں نانک پنتھیوں کی سبھاؤں (مجلسوں) میں بلایا جاتا ہوں۔ آپ کی تصنیف کردہ سوانحعمری شری گورو نانک دیو بطور لیکچر لوگوں کو سنائی جاتی ہے۔ تو لوگ بہت ہو کر سنتے ہیں۔ گورو مہاراج نے چاہا۔ تو جب جی صاحب کا ترجمہ نانک پنتھیوں میں اور بھی قابل قدر ہوگا۔ جسقدر جلدی ترجمہ ہو اتنا ہی اچھا ہے۔ گورو مہاراج کی سکشا ضرور اپنا رنگ لائیگی"۔

یہ خطوط نمونہ از خروارے کے طور پر ہیں۔ غرضیکہ آپ کا خادم ایڈیٹر جس تندہی اور جان فروشی اور خلوص قلب اور صدق نیت سے سکھوں اور نانک پنتھیوں میں کام کر رہا ہے۔ وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ الحمد للہ کہ سکھ اور نانک پنتھی بھی میرے کام کو قدر اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور اکثروں کے دل اس بات کو مان گئے ہیں۔ کہ حضرت باوا صاحب کا مسلک کیا تھا۔

KHILAFAT LIBRARY

غرضیکہ نور اپنے اغراض و مقاصد میں الحمد للہ کہ ہر طرح کامیاب و مراد ہے۔ مگر افسوس کہ ایسے بے نظیر مجاہد پرچہ کی حالت (جو تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کا واحد ذریعہ ہے) دن بدن نازک ہو رہی ہے۔ کیا یہ ہمارے بعض خریداروں کے لئے افسوس اور رنجدہ امر نہیں ہوگا۔ کہ ایسا بے نظیر مجاہد پرچہ جو کمال خلوص قلب اور صدق نیت سے ہندوستان کی دو بڑی عظیم الشان اقوام کو حق اور صداقت کا پیغام پہنچا رہا ہے۔ اور جس کے صداقت اور حق بھرے پیغام کو وہ لوگ بھی عزت کی نگاہ سے دیکھیں۔ اور ایسے مجاہد فی سبیل اللہ پرچہ کی اعانت کرنا گویا اپنی مدد آپ کرنے کے مصداق ہو۔ بجائے اس کے کہ ایسے مجاہد فی سبیل اللہ کی توسیع اشاعت میں مربیانہ سعی اور کوشش سے کام لیا جاوے۔ الٹے بعض دوست بار خاطر ہوتے ہیں۔ سال بھر پرچہ پیتے رہیں گے۔ اور پھر جب وی۔ پی کرنے سے کم از کم پندرہ روز پہلے اطلاع بھی دیدی جائے گی۔ کہ اگر وی۔ پی وصول کرنا منظور ہے۔ تو مطلع فرمادیں۔ تاکہ دفتر نور کو خواہ مخواہ وی پی خرچ کا زیر بار نہ ہونا پڑے۔ تو اس وقت مون سادھ لیں گے۔ خاموش ہو جائیں گے۔ گویا کہ وی پی وصول کرنے کے لئے ہر طرح آمادہ ہیں۔ مگر جب وی۔ پی کیا جاوے۔ تو کمال لاپرواہی اور بے رحمی سے واپس کیا جاتا ہے۔ خدا جانے یہ دوست وی۔ پی واپس کر کے اور خواہ مخواہ دفتر کو وی پی۔ خرچ کا زیر بار کرنا کوئی خاص ثواب اور کار خیر سمجھتے ہیں۔ میں اسکی اظہار میں کوئی افشا نہیں چاہتا۔ کہ نور کو دفتر نور سے ۸۰ وی پی کئے گئے۔ جنمیں صرف ۳۵ وصول ۴۵ واپس ہوئے۔ گویا ایک روپیہ کے پیچھے ۱۱ روپیہ وصول ہوئے۔ اور اگر وی خرچ نکال دیا جاوے۔ تو روپیہ کے پیچھے ۶ پائی ہی رہ جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ وی پی ان خریداروں کے نام گئے تھے۔ جنہیں میں بہت کچھ ہی خواہ ملت خیال کرتا تھا۔ اور مجھے توقع تھی۔ کہ یہ وی۔ پی اول تو سب کے سب ورنہ ۷۵ فیصدی ضرور وصول ہو جائیں گے۔

مگر افسوس کہ وصولی فیصدی ۴۵ تک بھی نہ پہنچی۔ میں نے روز اول میں کام پر ہاتھ ڈالا۔ یعنی آریہ سماج اور سکھ مذہب میں تبلیغ اسلام۔ اس کام کو میں اپنی طاقت اور وسعت سے بڑھ چڑھ کر کر رہا ہوں۔ دوست و دشمن ہر دو اس امر کے معترف ہیں۔ اپنے تو اپنے بیگانے بھی اس امر کو مانتے ہیں۔ سکھ صاحبان کے مذکورہ بالا خطوط سے آپ اس امر کا ہر طرح سے کافی وافی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ میرا کام کسطرح ان لوگوں میں ہر دلعزیزی حاصل کر رہا ہے۔ مگر افسوس کہ ناظرین کی طرف سے یہ حوصلہ افزائی ہو رہی ہے۔ کہ ۸۰ وی پیوں میں سے صرف ۳۵ وصول ہوں۔ میرا منشا تھا۔ کہ میں کوئی واجبی تنخواہ پر نائب ایڈیٹر رکھ لیتا۔ اور اپنی توجہ کا ایک حصہ قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ پر لگاتا۔ مگر ناظرین کی طرف سے یہ سرد مہری کا برتاؤ ہو رہا ہے۔ کہ خود اخبار کی اپنی ہستی کے لالے پڑ رہے ہیں۔ نائب ایڈیٹر کا رکھنا تو کجا۔ اچھا اگر دوستوں نے وی۔ پی کی واپسی میں کوئی کار خیر سمجھا ہے۔ تو ہم بھی باعل نخواستہ جزاک اللہ کی آواز بلند کرتے ہیں۔

شروع ہی سے نور جن اغراض و مقاصد کو لے کر نکلا۔ الحمد للہ کہ تا دم تحریر ان اغراض و مقاصد میں جوں کا توں قائم ہے۔ اور اپنے بیگانے اس امر کے معترف ہیں۔ کہ تمام ہندوستان میں آریوں اور سکھوں میں تبلیغ اسلام کرنے والا صرف نور ہی اکیلا ذریعہ ہے۔ اور میں نے اپنے دل میں آریوں اور سکھوں میں تبلیغ اسلام کا ایک اہم ترین فرض سمجھا تھا۔ اور اگر دوستوں کی رائے میں یہ اشاعت اسلام نہیں ہے۔ تو دوست مطلع فرمادیں تاکہ مجھے غور کرنے کا موقعہ ملے۔

بہر حال ایک ایسے پرچہ کے ساتھ جو تمام ہندوستان

میں آریوں اور سکھوں میں اشاعت اسلام کا ایک واحد ذریعہ ہو اور جسکی اعانت اور مدد کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض اولیٰ گویا اپنی مدد آپ کرنے کے مصداق ہو۔ ایسے بے نظیر مجاہد پرچہ کے ساتھ دوستوں کی یہ سرد مہری دل میں کپکپی پیدا کرنے والی ضرور ہے۔ میں زیادہ کچھ نہیں چاہتا۔ اگر دوستوں کی سرد مہری کا یہی عالم رہا۔ تو نور کب تک اس سرد مہری کے سلوک کو برداشت کر سکیگا۔ تو پھر کیا بہی خواہان ملت اور خیر خواہان دین متین کے لئے یہ کچھ کم داغ ہوگا۔ کہ ایک ایسے مفید تریں پرچہ جو تمام ہندوستان میں آریوں اور سکھوں میں تبلیغ اسلام کا اکیلا ذریعہ ہے۔ کے ساتھ یہ بے رحمانہ سلوک روا رکھا گیا ؛

میں چاہتا ہوں۔ کہ جس کے دل میں اشاعت اسلام کی ذرا بھر بھی رمق ہے۔ وہ ایسے آڑے وقت میں آگے بڑھیں۔ نور کے لئے جدید خریدار پیدا کریں۔ اور دوم جن دوستوں کو وی پی کی وصولی کے لئے کوئی امر مانع ہو اگر وہ اطلاعی کارڈ جو تقریباً دس پندرہ روز پہلے بھیجا جاتا ہے کے پہنچنے پر فوراً لکھ دیں۔ کیونکہ یہ تو دوست بھی اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ کہ وی پی کی واپسی کوئی کار خیر نہیں ہے ؛

جب ایک شخص میں یہ ہمت نہیں ہے۔ کہ وہ وی پی وصول کر کے ایک مجاہد بھائی کا ہاتھ بٹائے۔ تو خدا راوی پی واپس کر کے مجاہد فی سبیل اللہ کے بازوؤں کو کمزور کرنیکا موجب بھی تو نہ بنے۔ یقیناً سمجھو۔ کہ ہمیں مخالفین کے حملے اسقدر کمزور نہیں کرتے۔ جسقدر کہ بعض نادہندہ اور خاموش خریداروں کا طرز عمل ہمارے لئے مار آستین کا کام کرتا ہے میرا دل نہیں چاہتا تھا۔ کہ میں ان الفاظ کو زبان پر لاتا۔ مگر ایک دکھی دل سے آہ نکلنا ضروری ہے۔ بیشک آجکل کاغذ مہنگا ہے۔ چھپائی گراں ہے۔ مگر نادہند خریداران سب رکاوٹوں سے زیادہ خطرناک ہے۔ ایسی نازک حالت میں جبکہ نور نہایت ہی نازک وقت سے گذر رہا ہے۔ میں دیکھوں گا کہ کس قدر بہی خواہان ملت اسکی اعانت میں عملی حصہ لے کر خاکسار ایڈیٹر نور کو دعا اور شکریہ کا موقعہ دیتے ہیں ؛

شادی خانہ آبادی

ہمارے معزز بھائی جناب میرزا محمد احسن بیگ صاحب کے نام نامی سے نور کے خریدار ناواقف نہیں ہوں گے۔

الحمد للہ کہ ۲۵۔ فروری ۱۹۱۶ء کو بعد از نماز عصر جناب میرزا صاحب موصوف کا نکاح جناب میرزا ناصر علی بیگ صاحب پلیڈر فیروزپور کی صاحبزادی کے ساتھ مبلغ دس ہزار حق مہر پر باندھا گیا۔ میں اور نور کے جملہ ناظرین اس تقریب سعید پر جناب میرزا صاحب موصوف کو دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اس تعلق کو جانبین اور متعلقین کے لئے دینی اور دنیوی بہتری کا موجب بنائے۔ اور اس مبارک جوڑہ کو صالح اور خادم دین اولاد عطا فرماوے۔ آمین ؛

(۲) ہمارے بھائی مستری فضل کریم صاحب کا نکاح بھی اسی موقعہ پر میاں احمد الدین صاحب ضلع سیالکوٹ کی صاحبزادی کے ساتھ یکصد روپیہ حق مہر پر باندھا گیا۔ خدا مبارک کرے۔ آمین ؛

اپنے بچوں کو دنیوی تعلیم کے علاوہ دینی تعلیم سے بھی آراستہ کرو

قادیان کے ہائی سکول میں صرف یہی ایک خوبی نہیں ہے۔ کہ اس جگہ طلباء نسبتاً زیادہ تعداد میں کامیاب ہوتے ہیں۔ پچھلے سال یونیورسٹی کے امتحان میں ۲۵ لڑکے شامل ہوئے تھے۔ جن میں ۲۱ لڑکے پاس ہوئے علاوہ اس دنیوی فائدہ کے اس جگہ طلباء کو دیندار اور پاکیزہ بنانے میں بھی اشد تریں کوشش کو کام میں لایا جاتا ہے۔ اساتذہ نیک درس قرآن شریف۔ صحبت صالحین سے مستفیض ہونا۔ غرضیکہ یہ ایسی باتیں ہیں۔ جو آپ کو سوائے قادیان کے کسی دوسری جگہ میسر نہیں آسکتیں اگر آپ اپنے بچوں کو دنیوی تعلیم سے آراستہ کرنے کے علاوہ پاکیزگی اور دینداری سے بھی پیراستہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو آپ اپنے بچوں کو یکم اپریل سے پہلے پہلے قادیان ہائی سکول میں بھیجدیں۔ مفصل حال ۱۷ فروری کے نور کے ضمیمہ میں چھپ چکا ہے۔ جو امید کہ آپکے ملاحظہ سے گذرا ہوگا ؛

KHILAFAT LIBRARY

آریہ سماج میں متھا ٹیکنے کی رسم

مسافر آگرہ مہاتما منشی رام کے متعلق اپنے ۱۵ فروری کے پرچہ میں لکھتا ہے کہ :۔

"یہ مہاتما آریوں کے پرانے ہندو سنسکاروں سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک عرصہ دراز سے آریہ جگت کے اندر

گورو ڈم کا جال

بچھانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اور اب تو یہاں تک اسکی جرأت بڑھ گئی ہے۔ کہ پارسال گورو کل کانگڑی کے جلسہ پر ایک روز کے جلسہ میں اس نے یہ کہکر کہ آریہ سماج میں ویدوں کا کوئی ودوان نہیں ہے۔ ویدوں کی پستکوں ہی کو سکھوں کے گرنتھ صاحب کی طرح ریشمی رومال میں لپیٹ کر پریذیڈنشل کرسی پر رکھدیا۔ اور کہا۔ کہ آج کے جلسہ کی پردھان یہی پستکیں ہیں۔ اور پھر اس کے سعادتمند فرزند ارجمند نے

ان پستکوں کو جھک کر پرنام کیا۔

گویا گورو ڈم کے ساتھ ہی یہ شخص مردم پرستی کے بجائے "مکتب پرستی" کا بھی آریہ سماج میں رواج شروع کرنا چاہتا ہے۔ ہم نے کئی بار گورو کل کے سالانہ جلسہ پر یہ نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ کہ سادہ لوح آریہ مردم پرستی کے بدترین جذبات سے متاثر ہوئے ہوئے آکر اس شخص کے

چرنوں پر متھا ٹیکتے ہیں

نوٹ آریہ سماج عموماً اس امر کا ناز کیا کرتا ہے۔ کہ ان میں دماغی غلامی نہیں ہے۔ اور وہ اپنا سر کسی انسان کے قدموں پر نہیں رکھ سکتے۔ مگر مسافر آگرہ نے اس راز سے بھی پردہ اٹھا دیا۔ آجکل سکھوں میں بھی متھا ٹیکنے کے متعلق بہت کچھ لے دے ہو رہی ہے۔ اب مسافر آگرہ نے آریہ سماج میں یہ ایک نیا شوشہ چھوڑا ہے۔

اب دیکھیں۔ مہاتما منشی رام صاحب مسافر آگرہ کے اس تجویز کا کیا جواب دیتے ہیں ؛

نوٹ۔ نکات۔ رائیں

ہم پروفیسر بوس کا کہنا صحیح مانیں یا منوجی مہاراج کا

پروفیسر بوس صاحب نے ہندو یونیورسٹی کے بنیادی پتھر کی تقریب پر لکچر دیتے ہوئے کہا۔ "دیگر مذاہب کی طرح ہندو دھرم کے معتقدامتیوں کو اس بات کا کبھی خوف پیدا نہیں ہوا۔ کہ علمی ترقی مذہبی عقائد کے لئے خوفناک ہے"۔

"نور" اگر ہندو دھرم بنی نوع انسان کے لئے علمی ترقی کا دروازہ وا کرتا ہے۔ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ چشم ما روشن دل ما شاد۔ مگر منوجی مہاراج منوالف شلوک میں فرماتے ہیں۔ شودر کو علم مت پڑھاؤ۔ ہوم کا فضلا شودر کو مت دو۔ اور شودر کو دھرم کا اپدیش مت کرو۔ اب اس معاملہ میں غور کریں کہ قرآن شریف ہمارے سامنے کیا تعلیم رکھتا ہے۔ ین کیکم ویعلمکم الکتاب والحکمۃ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون۔ قرآن شریف تمہیں پاکیزہ بناتا ہے۔ علم بخشتا ہے اور حکمت و دانائی عطا کرتا ہے۔ اور تمہیں وہ وہ باتیں سکھلاتا ہے جو تم نہیں جانتے۔ ایک طرف ہندو دھرم کا یہ عقیدہ "کہ شودر کو علم نہ سکھلاؤ"۔ دوسری طرف قرآن شریف کا یہ عقیدہ کہ قرآن کریم بنی نوع انسان کو خواہ وہ ادنےٰ ہوں یا اعلیٰ کا تزکیہ نفس کرتا ہے۔ علم اور حکمت کی ایسی ایسی نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ جس سے تم محروم تھے۔ اب پروفیسر بوس کا یہ کہنا کہ "دیگر مذاہب کی طرح ہندو دھرم کے معتقدوں کو اس بات کا کبھی خوف پیدا نہیں ہوا۔ کہ علمی ترقی مذہبی عقائد کے لئے خوفناک ہے"۔ اب ہم منوجی مہاراج کا کہنا صحیح مانیں یا پروفیسر بوس کا؟

ویدوں میں تجارت

اس سے پہلے شری سوامی دیانند صاحب ویدوں میں ریل۔ تار۔ ہوائی جہاز وغیرہ کا ہونا بتلا چکے ہیں۔ اب آنریبل مسٹر لالو بھائی سامل داس نے بنارس میں اپنی تقریر میں کہا۔ کہ "قدیم ترین زمانہ میں ہمارے ہاں تجارت کو حصول معاش کا جائز ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ رگوید سے اس امر کا پتہ چلتا ہے"۔

سوامی دیانند صاحب تو منتروں کی تحویل سے ہوائی جہاز ریل۔ تار۔ وغیرہ کو آشکارہ کیا کرتے تھے۔ مگر آنریبل لکچرار نے صرف وید کے نام تک ہی اس امر کو مفقود رکھا۔ گویا اب ریل۔ تار۔ ہوائی جہاز کے ساتھ تجارت کا بھی اضافہ ہو گیا ؂

KHILAFAT LIBRARY

وسکی شراب کا خاتمہ

حامیان ٹمپرنس اور تمام ہی خواہان نوع انسان یہ خبر سن کر خوش ہوں گے۔ کہ وسکی شراب کا بنایا جانا انگلستان میں بند ہو جانیوالا ہے۔ کیونکہ مسٹر لائڈ جارج نے پوٹ ٹسلی کے کارخانجات کشید شراب کو کارتوس سازی کے کام کے لئے اپنے قبضہ میں کر لیا ہے۔ لہٰذا اب انگلینڈ میں وسکی کی کشید بند ہو گی ؂

ایک فتنہ تھمے مے خانہ خمار ہوا بند
طوفان کی بنیاد ہی دریا میں بہا دی

مسز اینی بسنٹ کے نزدیک الہامی کتب سے فصیح البیان کتاب کو ترجیح ہے۔

مسز اینی بسنٹ جو ہندوستان میں بیدانت ازم یا تھیاسوفیکل سوسائٹی کی صدرہ ہیں۔ اور جو مذہبی مخالفت کے گن گانے میں بڑی شہرت رکھتی ہیں۔ یہ پڑھکر ناظرین کی حیرانی کی کوئی حد نہ رہیگی۔ کہ انھوں نے بنارس میں ہندو یونیورسٹی کے سنگ بنیاد رکھے جانے کے موقع پر اپنی تقریر میں کہا۔ کہ "فصیح البیانی پڑھائی کی ہر ایک کتاب اور الہامی کتب سے خواہ وہ کیسی ہی مقدس ہوں بڑھ کر ہے"۔

"نور" شیکسپیر کی تصانیف اور بیوہراور گوسائیں تلسی داس کی کوتا وغیرہ جو فصیح البیان ہونے کی وجہ لکھنے کو میں اچھی شہرت رکھتے ہیں۔ مسز اینی بسنٹ کے نزدیک الہامی کتب سے خواہ وہ کیسی ہی مقدس ہوں پڑھ کر ہیں۔

اگر سیکنڈرین یونیورسٹی کا یہی مقصد ہے۔ تو یہ غرض بغیر اپنی یونیورسٹی کے بھی بہ احسن وجوہ پوری ہو رہی ہے ؂

ہر ایک چیز میں روح ہے

مسز اینی بسنٹ نے بنارس میں ہندو یونیورسٹی کے سنگ بنیاد رکھے جانے کے موقع پر اپنی تقریر میں کہا۔ کہ۔ "آپکو یاد ہوگا۔ کہ ڈاکٹر بوس نے فرمایا ہے۔ کہ ان کی تحقیقات کی بنیاد ہندو فلاسفی کا یہ خیال ہے کہ زندگی ہر ایک چیز میں ایک ہی ہے۔ اور زندگی کے اس قانون پر اسکی تحقیقات مبنی ہے۔ اور آپ میں سے بعض اصحاب کو یاد ہوگا۔ کہ لنڈن کے سائنس دانوں کے سامنے جو ڈاکٹر صاحب نے ایک عظیم الشان لکچر دیا تھا۔ اس میں ثابت کر کے دکھلایا تھا۔ کہ آتما کا ظہور حیوانات اور نباتات میں یکساں ہے"۔

"نور"۔ یعنی جیسی روح مرغی یا بکری میں ہے۔ ویسی ہی روح درختوں وغیرہ میں بھی ہے۔ چنانچہ سوامی دیانند صاحب نے بھی اپنی مایۂ ناز کتب ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۳۳۶ میں اس امر کو تسلیم کیا ہے مگر اب سوال یہ رہ جاتا ہے۔ کہ مرغی یا بکرے کے مارنے پر کیوں جیو ہتیا کا الزام لگایا جاتا ہے۔ جبکہ الزام لگانے والے خود بھی اپنے مکانات وغیرہ بنانے کے لئے درختوں کو کاٹتے اور روزانہ سبزیات کو کھاتے ہیں۔ حالانکہ ان کے مسلمات کی بناء پر جیسی روح مرغی میں ہے۔ ویسی ہی درخت وغیرہ میں بھی۔ امید کہ کوئی آریہ اخبار نویس اس امر پر روشنی ڈالیگا ؂

آریوں کے ساتھ مباحثہ تقریری ہو یا تحریری

اہلحدیث لکھتا ہے کہ قادیانی اخبارات آریوں سے اعلان کرادیں۔ کہ آئندہ مباحثہ تحریری ہوا کرے۔

آریوں پر ہمارا کوئی جبر نہیں۔ کہ ہم انہیں یہ منوائیں۔ کہ وہ مباحثہ تحریری کریں۔ مگر ہم اپنا طرز عمل اور اصول بتلاتے ہیں۔ ہم احمدی جماعت کا یہ اصول ہے۔ کہ جہاں تک ہو سکے آریہ سماج سے تحریری مباحثہ ہو۔ اور اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کم از کم

اس اصول میں ہی ہم احمدیوں کی پیروی کرتے۔ تو غالباً آج مولوی صاحب کو اس طرح لکیر نہ پیٹنی پڑتی امید کہ کم از کم آئندہ کے لئے مولوی صاحب ہمارے اس احسن اصول سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے ؛

KHILAFAT LIBRARY

آریہ سماج اور عقیدہ دعا

آریہ گزٹ سوامی ہرپرشاد کے متعلق جو سنسکرت کے عالم بے بدل ہیں۔ اور ایک گورو کل کے اچاریہ اور جنہیں بعض باتوں میں سوامی دیانند صاحب سے اختلاف ہے کے متعلق آریہ گزٹ کا ایڈیٹر یہ لکھتا ہے :۔

"اے کاش! یہ ردوان پرش راہ راست پر آجائے۔ تاکہ اس کی بھی زندگی سپھل ہو۔ اور یہ دوسروں کو بھی کچھ فائدہ پہنچا سکے۔ آریہ پرشو! اس قابل رحم پرش کے لئے دل درد اور پریم سے چار تھنا کرو"

"نور" جس لفظ پر ارتھنا (دعا) کو ہم نے جلی کر دیا ہے۔ وہ خصوصیت سے قابل غور ہے۔ جب آریہ سماج کا یہ مسلمہ اصول ہے۔ کہ ایشور کسی کا گناہ نہیں بخشتا۔ خواہ کتنے ہی اپاؤ کئے جائیں۔ پھر دعا یا پرارتھنا کا کرنا یا نہ کرنا مساوی ہے۔ مگر معلوم نہیں کہ ایسے امر کے لئے مجان کے مذہب میں ناجائز اور ناروا ہے کے کرنے کے لئے لوگوں میں تحریک کرنا چہ معنی دارد؟

جاپانی توحید سے کسقدر دور ہیں

جاپان کو عروس ایشیا کہا جاتا ہے۔ سیاسی نقطۂ نگاہ سے وہ بلاشبہ عروس ایشیا ہے۔ لیکن روحانی پہلو سے وہ کسقدر کورا ہے۔ اسکا جواب لالہ لاجپت رائے سے پوچھنا چاہئے۔ جنہوں نے اپنے مشاہدات جاپان کے دوران میں جاپانیوں کے مذہبی تنزل و بت پرستی کا خوب خاکہ اڑایا ہے۔ لالہ صاحب موصوف لکھتے ہیں۔

"بت پرستی کی ایک یہ شکل بھی جاپان میں رائج ہے۔ کہ ہر ایک پیشہ و ہنر کے دیوی دیوتا علیحدہ ہیں۔ پہلے اس ملک میں ہر ایک پیشہ موروثی تھا۔ پیشہ ور اور کاریگر لوگوں کی ذاتیں علیحدہ علیحدہ تھیں۔ ان میں سے بعض دیوتا تو جاپانی کاریگروں کے مورث ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں۔ جو چین اور کوریا سے لئے گئے ہیں۔ (کیونکہ جاپانیوں کی تہذیب اپنے تمام پہلوؤں میں چین و کوریا سے آئی ہے) پیشہ وروں کی مختلف ذاتوں نے شنتو دھرم کے اصول اپنے اپنے پیشہ میں داخل کر لئے ہیں۔ چنانچہ جولاہوں۔ ترکھانوں۔ کمہاروں۔ تیر اندازوں۔ کمان سازوں لوہاروں۔ کشتی بنانے والوں۔ ملاحوں۔ اور دیگر ایسی ہی ذاتوں کے دیوتا الگ الگ ہیں۔ جو قوم کے مشترکہ دیوی دیوتاؤں کے علاوہ ہیں۔ شنتو دھرم کے دو لاکھ مندر ہیں۔ مگر یہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ اس دھرم میں صرف اسی قدر دیوی دیوتا ہیں"۔ آگے چلکر لالہ صاحب لکھتے ہیں "ہندوؤں کی طرح جاپانیوں نے بھی ہر ایک چیز کا دیوتا علیحدہ علیحدہ مقرر کیا ہے۔ مثلاً چاول کا دیوتا۔ آگ کا دیوتا۔ انگیٹھی کا دیوتا۔ تالاب اور چونہ کا دیوتا چاولوں کی منڈی کا دیوتا۔ باورچی خانہ کا دیوتا۔ لکڑی کا تیل کا لوہے کا۔ ہاتھوں کا۔ پلوں کا۔ پہاڑوں کا۔ ندیوں۔ نالوں جنگلوں کا دیوتا۔ ہر ایک درخت میں ایک علیحدہ دیوی حلول کرتی ہے"۔ یہ اس قسم کی بت پرستی کا حال ہے جو اپنے آپ کو سرتاج مشرق سمجھتا ہے۔ جسکو ایشیا و ممالک کی اصلاح و فلاح کا دعویٰ ہے۔ جاپانیوں کی یہ بت پرستی قدیم جاہلیت عرب سے مشابہ ہے۔ اسلام نے عربوں کو ظلمت کفر و شرک سے نکالا تھا۔ کیا جاپانی نور توحید سے منور ہوں گے؟ ہونگے اور ضرور ہونگے۔ لیکن سر بکف کوششوں کی ضرورت ہے آج جاپان اپنی روحانی تشنگی کا زبان حال سے اظہار کر رہا ہے۔ اسکا ذرہ ذرہ پیام توحید کا پیاسا ہے۔ ضرورت ہے کہ کوئی باہمت مسلمان آگے بڑھے اور جاپان کے تشنہ لب کو اسلام کے آبحیات سے شیریں کام کرے۔ احمدیوں کی دینی کوشش اور اشاعت اسلام کی ساعی مسلمہ ہے پھر معلوم نہیں۔ کہ ہم کس موقعہ کا انتظار کر رہے ہیں ؛

پھٹکڑی کے قیمتی خواص

پھٹکڑی سفید لیکر اسکو بریاں کر دو۔ اور مفصلہ ذیل مرضوں میں مندرجہ طریقہ سے استعمال کر کے صحت پاؤ ؛

(۱) پھٹکڑی کی کھیل پانی میں حل کر کے رکھ چھوڑو۔ خدانخواستہ اگر کسی کو بچھو کاٹے اس کی دونوں آنکھوں میں ایک دو قطرے ڈالدو۔ درد کا نام و نمود نہ رہیگا۔

(۲) ایسی ہی پھول پھٹکڑی کو آنکھ میں ڈالو۔ زنگ لوہے کا کام دے گی۔

(۳) پھٹکڑی کی کھیل کو پانی میں حل کر کے عورت کے پستانوں کی چوچنی کو لگا کر بچے کو دودھ پلاؤ۔ بچے کی سخت سے سخت کھانسی دور ہو جائے گی ؛

(۴) پھٹکڑی کی کھیل عرق کاسنی میں حل کر کے رکھ چھوڑو۔ نکسیر والے کی ناک میں ڈالو۔ اور قدرت خدا کا تماشہ دیکھو۔

(۵) پھٹکڑی کی کھیل کو کان درد والے کی کان میں ڈالکر اوپر سے دو تین قطرے عرق لیموں کے ڈالدو۔ بفضلہ تعالیٰ فوراً صحت ہوگی۔

(۶) پھٹکڑی کی کھیل باری کے ہر قسم کے بخار والے کو تماشہ میں دور تی ڈال کر کھلاؤ۔ باری کانپ پہلی ہی دفعہ رک جائیگا۔ لیکن حاملہ عورتوں کو پرہیز کراؤ ؛

(۷) پھٹکڑی کی کھیل کو ہرگ حنا اور زیرہ سفید کے پانی میں تین چار دن کہرل کر کے شیشی میں نگاہ رکھو۔ یہ بڑے کام کی شے ہے آنکھ کی ہر قسم کی بیماری اس سے دور ہو جائے گی۔ خاص کر آنکھ کی سرخی کیسی ہی دیرینہ کیوں نہ ہو۔ فوراً دور ہو جائے گی۔ آنکھ پھٹنے کے بعد اگر آنکھ میں پھولا پڑ گیا ہو۔ تو اس پھولا کو دور کرنے کے لئے اس سے زیادہ موثر اور کوئی دوائی نہ ہوگی۔ پانی ہر دو اشیا کا رات کو بھگو رکھنے سے حاصل کرو ؛

(۸) ۹ ماشہ سے ایک تولہ تک پھٹکڑی شیر گائے خام میں حل کر کے چار پانچ مرتبہ دیویں۔ بفضلہ مارگزیدہ کو صحت حاصل ہوگی ؛

قادیان کے ہر دلعزیز پوسٹماسٹر کی تبدیلی

سید عبدالغنی شاہ صاحب پوسٹماسٹر قادیان جو اپنی ہر دلعزیزی کے لحاظ سے محکمہ ڈاک کے لئے ایک زینت کا موجب ہیں اور جنہوں نے قادیان میں ہندو اور مسلمانوں کو آرام دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا اب آپ سیالکوٹ دس روپیہ ماہوار کی ترقی پر جاتے ہیں۔ درحقیقت اہل سیالکوٹ کی یہ خوش قسمتی ہے کہ ڈاک خانہ کا ایسا خوش خلق اور ہر دلعزیز شخص

سکھ مذہب کا تعلق اسلام سے

نمبر ۲

باوا نانک نے کہا اے فرید! آپ میں خدا کا نور ہے

پھر آگے چلکر جنم ساکھی کلاں صفحہ ۳۶۵ سطر ۴ میں لکھا ہے۔ کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ فرید کو مخاطب کر کے کہا۔

"تاں سری بابے جی آکھیا شیخ فریدجی تساں وچ خدائے مرصح ہے۔ تاں شیخ فرید نے دیا منگی تاں شیخ فرید چلدے وقت گل وچ باہاں پائیکے لئے۔ تاں گوروجی نے اک شبد وچاریا"

سری راگ محلا پہلا

آؤ بھینوں گل ملو اگ سہیلڑیاں

ملکر کرو کہانیاں سمرتھ کنت کی آہ

سچے صاحب سب گن اوگن سب اساہ

کرتا سب کچھ تیرے چور۔ اک شبد وچاریئے۔ جانوں تاں کیا ہور

باوا صاحب نے شیخ فرید کو کہا۔ کہ آپ میں یقینی خدا ہے اور شیخ فرید نے باوا صاحب سے جانے کے لئے اجازت چاہی اور پھر شیخ فرید رخصت ہوتے وقت باوا صاحب سے بغل گیر ہوئے۔ اور گوروجی نے ایک شبد کہا جسکا مطلب یہ ہے۔ بھینوں آؤ گل سے لگ کر ملیں۔ کیونکہ ہم دونوں کا پیار قدیم سے ہے۔ آؤ ہم ملکر اس قادر مطلق کی حمد و ثنا کریں۔ کیونکہ تمام تعریف اسی کے لئے ہے۔ اگر اور کسی چیز میں تعریف کی کوئی جھلک پائی بھی جاتی ہے۔ تو وہ صرف اس خداوند کی ہی دی ہوئی نعمت ہے۔ بیشک تمام تعریف اللہ تعالےٰ ہی کے لئے ہے۔ اب گورو صاحب کا شیخ فرید سے اس پیار و محبت کے ساتھ پیش آنا اسی قدر، نافت اور لگاؤ کا اظہار کرنا یہ حضرت باوا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خیالات کا صاف و شفاف آئینہ ہے۔ پھر باوا صاحب کا شیخ فرید سے یہ کہنا کہ آپ میں خدا کا نور ہے۔ اب جس شخص کی پیروی سے شیخ فرید نے یہ نور حاصل کیا۔ وہ تو سبحان اللہ نور علیٰ نور ہوگا۔ یہ ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ روحی) کی قدسی قوت کی گواہی۔

آنحضرتؐ کا قلب شفاف ہے اس لئے اس سے خدا کی صورت نظر آتی ہے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روحانی فیض اور اور صفائی قلب کے متعلق حضرت باوا صاحب جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۶۳۰ سطر ۶ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جبریل کے ساتھ آسمان پر گئے۔ پردہ میں آنحضرتؐ کا خداوند تعالےٰ سے کلام ہوا اور پھر پردہ میں خداوند تعالےٰ کی صورت نظر آرہی تھی۔ تو پھر آواز ہوئی۔ پیغمبر میں تیری صورت نہیں۔ بلکہ تو میری صورت ہے۔ یعنی تو میری محبت کے رنگ میں اسطرح رنگین ہے۔ جسطرح آگ اور لوہا ایک ہو جاتا ہے اگرچہ میری صورت تو سب جگہ ہے۔ مگر آپ کا قلب بالکل صاف و شفاف اور مطہر و پاکیزہ ہے۔ اس لئے میری صورت آپکے آئینہ سے ہی اعلیٰ درجہ کی صاف اور عمدہ نظر آرہی ہے"

جائے غور ہے۔ باوا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ روحی) کی صورت خدا کی صورت گویا اس کو ماننا خدا کو ماننا ہے۔ اس کے درشن خدا کے درشن اگرچہ اللہ تعالےٰ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ مگر چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا آئینہ صاف و شفاف اور مطہر ہے۔ اس لئے اس میں خدا تعالےٰ کی صورت صاف دکھائی دے رہی ہے اور جو شخص خدا کے درشن کرنا چاہے۔ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صاف و شفاف آئینہ سے ہی خدا کے درشن کر سکتا ہے۔

گورو جی نے میٹھی آواز میں بانگ دی

اس جگہ حضرت باوا صاحب نے ایک نہایت ہی معرفت کا نکتہ بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ:-

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا آئینہ دل صاف و شفاف ہے۔ اس لئے اس کے ذریعہ ہی خداوند تعالےٰ کی صورت صاف و شفاف نظر آسکتی ہے۔ گویا اس جگہ حضرت باوا صاحب نے اس امر کا اظہار فرمایا ہے۔ کہ دیگر مذاہب کے شیشے تو دھندلے پڑ گئے ہیں۔ اور اس وقت صرف اک یہی شیشہ صاف و شفاف ہے جس کے ذریعہ ہم خدا کی

"تاں پیر پیغمبر نوں جبرائیل لے گیا۔ اور انہاں پڑے وچ پیغمبر تاں خداوند تعالےٰ سے گلاں ہویاں۔ اور پڑے وچ خدا دی شبیہ دسدی سی۔ تاں آواز ہوئی۔ اے پیغمبر میری تیری شبیہ نہیں۔ توں میری شبیہ ہیں تاں تے اپنے روپ دی صورت سب جگہ ہے تے صاف شیشے وچ نظر آوندی ہے۔ اسی طرح میں سب جگہ ہاں۔ اور تیرا آئینہ صاف نرمل ہے۔ اور تیرے وچ میری شبیہ نظر آوندی ہے"

خیال فرمایئے۔ اس جگہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قدسیت اور طہارت اور صفائی کو آشکارا کیا ہے۔ عبارت بالکل صاف ہے جبکہ لفظی ترجمہ بدوں کسی کھینچ تان کے یہ ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

سوانحعمری باوا نانک کے پہلے ایڈیشن اور دوسرے ایڈیشن میں زمین و آسمان کا فرق ہے

پہلا ایڈیشن صرف ۱۶۰ صفحات کا تھا۔ دوسرا ایڈیشن تقریباً ۲۵۰ صفحات کا ہے۔ دوسرے ایڈیشن میں وہ وہ زبردست اور ناممکن الجرح حوالجات کا کثرت سے اضافہ کیا گیا ہے۔ جو اس سے پہلے نہ کسی کتاب اور نہ کسی اخبار میں آئے۔ اور اس مفید ترین کتاب کے تیار کرنے میں یقیناً ہزارہا اوراق پر دیدہ ریزی کرنی پڑی ہے۔

غرضیکہ سوانحعمری کا یہ دوسرا ایڈیشن پہلے ایڈیشن سے بالکل نرالا اور مختلف ہے۔ سوانحعمری کا مفصل ذکر اسی اخبار کے پہلے صفحہ پر دیا گیا ہے۔ آپ ضرور اسے ملاحظہ فرماویں۔ ان سب خوبیوں کے باوجود قیمت صرف ۱۲ر مجلد ۱۴ر

ملنے کا پتہ

منیجر اخبار نور۔ قادیان ضلع گورداسپور

ضروری اطلاع

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت بحمد اللہ بہت اچھی ہے۔ حضور نے خدا کے فضل سے ۲۰ روزے رکھے ہیں۔ حضور کی طبیعت بھی ۲۰ روزے رکھنے کے بعد بہت اچھی ہو گئی تھی۔ مگر حضور نے ۲۱ روزے رکھنے کا ارادہ فرمایا تھا۔ اس لئے ۲۱ روزے پورے کئے۔ اب حضور کی طبیعت بالکل اچھی ہے۔ حضور کی صحت کے لئے دوستوں کو دعا کرنی چاہیئے۔

درخواست دعا

ہمارے سکول کے امتحان انٹرنس میں شامل ہونے والے طلباء کے لئے دعا کی تحریک فرمائی ہے۔ ناظر صاحب نے فرمایا۔ کہ تمام طلباء کو دعا کرنی چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ سب طلباء کو کامیاب فرماوے۔

زیارت و درشن کر سکتے ہیں۔ اور وہ صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا شیشہ یا راستا ور مذہب ہے۔ اب اس سے بڑھ کر اور کیا صداقت کا اظہار ہو سکتا ہے۔ خدا تعالےٰ ہم سب کو توفیق عطا فرماوے۔ کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاف و شفاف آئینہ سے خداوند تعالےٰ کے درشن اور زیارت کریں ؛

پھر جنم ساکھی کلاں صفحہ ۵۶۲ سطر ۴ میں لکھا ہے کہ۔

تاں سری گورو جی نے اونچی سُر نال بانگ دتی

آپ خیال فرمائیے۔ کہ اونچی آواز سے اذان کہنا یہ کن لوگوں کا کام ہے۔ آپ ہرگز یہ کہیں نہیں پاؤ گے۔ کہ حضرت باوا صاحب نے اونچی اونچی آواز سے سندھیا یا گایتری کا پاٹھ کیا ہو۔ اب خیال کیجئے۔ جو شخص اونچی اور میٹھی آواز سے اذان دیتا ہے۔ اور جس کی میٹھی میٹھی اور پیاری پیاری آواز کو سن کر لوگ مدہوش ہو جاتے ہیں۔ خدارا آپ خود ہی غور فرماویں۔ کہ ہم ایسے شخص کو ہندو کہیں یا مسلمان۔ خدا ہم سب لوگوں کو حضرت باوا نانک کی طرح اونچی آواز سے اذان دینے کی توفیق دے۔ آمین

مسلمان گیانی ہوتا ہے

پھر حضرت باوا نانک صاحب جنم ساکھی کلاں صفحہ ۵۶۴ سطر ۱۲ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

"مسلمان سوئی ہوتا ہے۔ جو گیان اگن کرن چیت ہوتا ہے" ؛

یعنے مسلمان وہی ہے۔ جو خداوند تعالےٰ کی معرفت حاصل کرتا ہے۔ اور اس کی معرفت اور گیان کی اگنی نے اس کے دل کو پختہ کر دیا ہو۔ یعنی جو شخص پختگی سے اسلام پر قدم زن ہو پھر اور کسی مذہب یا طریقہ کا اس پر اثر نہیں ہو سکتا۔ اور جو گیان اور معرفت سے مسلمان ہے۔ وہی گیانی ہے۔ اس جگہ آپ خیال فرمائیے۔ کہ حضرت باوا نانک صاحب نے راسخ الاعتقاد مومن کو گیانی کے نام سے نامزد فرمایا ہے۔

ایک جگہ باوا صاحب ایک شلوک میں فرماتے ہیں ؛

"ہندو ناں۔ ترکو کاناں۔ دوہاں وچوں گیانی سیانا"

مطلب :۔ ہندوؤں کے متعلق باوا صاحب کا فتوےٰ اظہر ہے۔ اور اسوقت کے ترکوں و شاہان مغلیہ کو ہندوؤں کے مقابلہ میں ایک آنکھ والا کہکر ترجیح دی ہے۔ کہ وہ تو خدا کی معرفت کی آنکھیں نہیں رکھتا۔ اور ان ہر دو سے گیانی خردمند اور دو آنکھوں والا ہے۔ ہمیں اس اظہار میں کوئی امر مانع نہیں ہو سکتا۔ کہ حضرت باوا صاحب کے عہد میں شاہان مغلیہ دین کی طرف سے بہت کچھ لاپرواہ تھے۔ اور اپنے عیش و آرام میں مست تھے۔ آخر کار وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا تھے جس کے متعلق باوا صاحب یہ ظاہر کر چکے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دل بالکل صاف اور مطاہر ہے۔ جس کے ذریعہ خدا کے درشن اور خدا کا کلام نصیب ہوتا ہے۔ اس لئے شاہان مغلیہ کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام لیوا ہونے کے باعث انہیں ایک آنکھ والا کہنا ہے۔ ورنہ اگر وہ اپنے مذہب پر راسخ الاعتقاد ہوتے تو لاریب حضرت باوا صاحب انہیں دو آنکھ والوں میں شمار کرتے۔ اب اس جگہ باوا صاحب نے گیانی کو دو آنکھ والا بتلایا ہے۔ اور جنم ساکھی سے یہ بھی طے ہو گیا ہے۔ کہ

"مسلمان سوئی ہوتا ہے۔ جو گیان اگن کرن چیت ہے" ؛

یعنے مسلمان وہی ہے۔ جو خداوند تعالےٰ کی معرفت سے مستفیض ہو کر راسخ الاعتقاد ہو۔ اس جگہ غور فرمائیے۔ کہ حضرت باوا صاحب کے دل میں مسلمان کی کیسی عزت اور شان تھی۔ خدا ہم سب کو ایسا ہی مسلمان بنا دے۔ آمین۔

مسلمان اعمال میں بڑھ گئے

پھر آگے چلکر حضرت باوا صاحب جنم ساکھی کلاں صفحہ ۲۰۳۔ سطر اول میں فرماتے ہیں۔

"اعمل ہندواں وا ہٹ گیا دوجے گئے مسلمان"

یعنے مسلمان اعمال میں بڑھ گئے۔ اس جگہ دیکھئے۔ کہ حضرت باوا صاحب نے کیسے بے لاگ گواہی دی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ مسلمانوں نے محض اخلاق اور اعمال صالحہ سے ہی لوگوں کے دلوں کو تسخیر کیا ہے۔ اگر واقعی ہم سچے مسلمان بن جائیں۔ تو پھر دنیا ہمارے سامنے لونڈی کی طرح ہاتھ باندھے کھڑی ہے۔ مسلمان ہزار نمونوں کا ایک نمونہ ہے۔ ایک مسلمان کی شان اور اسکا اخلاق اسقدر بلند ہے کہ بس راہ چلتا مسافر بھی حلقہ بگوش ہونے کے لئے تیار ہے۔ خدا ہمیں بھی ایسا مسلمان بنا دے ؛

مسلمانوں نے کسی کو زبردستی مسلمان نہیں بنایا

پھر حضرت باوا صاحب جنم ساکھی کلاں صفحہ ۲۰۲ سطر ۲۵ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ :۔

آئے ہندوستان وچ تب لاگے کرن وچار
اک رہیا اجمیر وچ اک رہیا سکن پوجائے
کرکے نانک چیٹکا ہندو لے ملائے
رہے ہندوستان وچ فقر اللہ دے ہوئے
زوری ہند نہ جیتیا کر زوری رہے کھلوئے
اگے ہوئے لچے پال وسدی سی اجمیر
نانک چٹک کرموں دی گیتا جوگی چیر
نانک چٹک کرموں دی بیٹھا پیر کہائے
راجہ پرجا ہندو اسبھو نویاں آئے

اس جگہ باوا صاحب حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ کا فقیر بن کر ہندوستان میں رہا۔ مسلمانوں نے کسی کو زبردستی مسلمان نہیں بنایا۔ بلکہ یہ حضرت معین الدین چشتی کے یمن کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ ہندوستان کے لوگ گروہ در گروہ دائرہ اسلام میں شامل ہونے لگے۔ اگرچہ راجہ جیپال والئے اجمیر نے بہت مخالفت کی۔ مگر حضرت معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کا لگایا ہوا پودا دن بدن پھلنے اور پھلنے پھولنے لگا۔ حتیٰ کہ تمام اہل ہند حضرت معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے سر خمیدہ ہوا۔ اس جگہ حضرت باوا صاحب نے صاف اور واضح طور پر اس امر کا اظہار کیا ہے کہ مسلمانوں نے کبھی کسی کو زبردستی مسلمان نہیں بنایا۔ بلکہ یہ مسلمان فقراء کی برکت اور یمن کا نتیجہ ہے۔ جس کے سامنے سب خورد و کلاں نے اپنے سروں کو نیچا کیا ؛

KHILAFAT LIBRARY

ضروری اطلاع

حضرت نے خاکسار کو بنگہ ضلع جالندھر میں جانیکا حکم دیا ہے شاید وہاں آریہ سماج سے مباحثہ کی نوبت بھی پہنچے۔ اگر ایسا ہوا۔ تو اگلے اخبار کی اشاعت میں بھی تاخیر کا احتمال ہے۔ ناظرین دعا فرماویں۔ کہ مولیٰ کریم مجھے ظفر و نصرت سے واپس لاوے۔

خاکسار محمد ۔ ایڈیٹر نور

ضروری اطلاع

حضرت نے خاکسار کو بنگہ ضلع جالندھر میں جانیکا حکم دیا ہے شاید وہاں آریہ سماج سے مباحثہ کی نوبت بھی پہنچے۔ اگر ایسا ہوا۔ تو اگلے اخبار کی اشاعت میں بھی تاخیر کا احتمال ہے۔ ناظرین دعا فرماویں۔ کہ مولیٰ کریم مجھے ظفر و نصرت سے واپس لاوے۔

خاکسار محمد یوسف شیدائی

درخواست دعا

امسال سکول کے امتحان انٹرنس میں شامل ہونے والے طلباء سے درخواست ہے۔ کہ دلی تڑپ سے دعا فرماویں۔ کہ مولیٰ کریم سب بچوں کو کامیاب فرماوے۔

KHILAFAT LIBRARY

اسلام کا ایک عظیم الشان معجزہ

ایک مسیحی متعصب کی رائے اسلام کی نسبت

سابق لفٹننٹ گورنر صوبہ متحدہ سر ولیم میور لکھتے ہیں ؎

"مسیحیت نے اپنے اوائل ایام میں دنیا کو نیند سے بیدار کر کے روحانیت کی طرف توجہ دلائی تھی۔ مگر اسوقت کے بعد لوگوں نے ویسی روحانی بیداری مشاہدہ نہیں کی تھی ..... ہجرت سے ۱۳ برس قبل مکہ بلحاظ اپنی اخلاقی حالت کے ایک مردہ جسم کے مشابہ تھا۔ اس ۱۳ برس کے زمانہ میں کیا تغیر ہوا؟ اسکا جواب سنئے۔ کئی شخصوں کے ایک گروہ نے بت پرستی سے اظہار نفرت کیا اپنے سابقہ معبودوں کی عبادت ترک کر کے خدائے واحد کی پرستش اختیار کی! اور جس آواز کو وہ خدائے تعالیٰ کا کلام تصور کرتے تھے۔ اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ قادر مطلق خدا کے سامنے جوش و تواتر کے ساتھ دعا کرنے کے عادی ہو گئے اپنے گناہوں کی معافی کے لئے اس کے رحم پر بھروسہ کرنے لگے۔ اور نیک کاموں مثلاً زکوٰۃ طہارت اور انصاف پر کاربند ہونے میں ساعی ہوئے اب وہ ہر وقت خیال کرتے تھے۔ کہ خدا تعالیٰ حاضر و ناظر ہے اور ان کے چھوٹے سے چھوٹے عمل پر نظر رکھتا ہے۔ وہ ایمان رکھتے تھے کہ قدرت نے جو کچھ بھی عطا کیا ہے زندگی کے جسقدر بھی تعلقات ہیں۔ معاملات کی انفرادی ہو یا اجتماعی خواہ کیسی بھی صورت حال ہو۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے دست تصرف میں ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نسبت انکو یقین تھا کہ وہ انکے رہنما اور خدا تعالیٰ کے رسول ہیں جنکی امید و نگاہ پورا ہونا ان کی ذات سے وابستہ ہے۔ اسلئے وہ اس رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کو نہایت خلوص قلب سے بجا لاتے تھے"

اسلام میں عورت کی حیثیت

مقرضین کا قول ہے کہ معاشرت کے پہلو سے اسلام ناکام رہا ہے۔ اور اس ناکامی کی وجہ ان کے نزدیک یہ ہے کہ اس مذہب نے مرد و عورت کے تعلقات کو کما حقہ شناخت نہیں کیا۔ ... عورتوں کو ذلیل کیا اور اس ذلت کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کی اولاد نسلاً بعد نسلٍ بکاری و بدمعاشی میں ترقی کرتی گئی۔ نوبت بایں جا رسید کہ اب اس گندگی کی تہ کو پہنچنا بھی محال ہو گیا ہے"۔ اب اس اعتراض کے الفاظ کو دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مقرض نے اعتراض کرنے میں الفاظ بھی سخت استعمال کئے ہیں۔ اور الفاظ کی سختی ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم اعتراض پر نہایت محققانہ رنگ سے غور کریں اور دیکھیں کہ آیا معترض کا قول خلاف واقعہ ہے یا اسلام ہی نے مرد و عورت کے تعلقات کو شناخت نہیں کیا۔ اور اسطرح عورت کی ذات کی بیحرمتی کی ہے ؎

ہمارا علم ہماری واقفیت اور ہمارا غور و خوض ہمیں اس نتیجہ پر پہنچاتا ہے۔ کہ اسلام پر نکتہ چینی کرنے والے لوگوں میں بہت کم ایسے ہونگے جنھوں نے قرآن کریم میں اس تعلیم کو مطالعہ کیا ہو جسمیں عورتوں کے حق و حیثیت کا ذکر ہے۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ ان معترضین میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہوگا جس نے قرآن کریم کی بہترین تفسیر یعنی نبی کریم ؐ کی سوانحعمری کا مطالعہ کیا ہو ؎

پس یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ معترضین کے علم و واقفیت کا نقص ہے۔ کہ وہ اعتراض کرتے ہیں۔ ورنہ اسلام کی تعلیم پر کوئی اعتراض نہیں۔ تعجب آتا ہے۔ کہ لوگوں کو کسطرح ایک ایسے مسئلہ پر اعتراض کرنے کی جرأت ہوئی۔ جس کی نسبت اسلامی تعلیم کی روش بالکل صاف اور صریح ہے اور جس میں کسی غلط فہمی کا امکان نہیں دکھائی دیتا ؎

دراصل بات یہ ہے۔ کہ ہمارے معترضین نے اپنی رائے کی بنیاد ذاتی تحقیقات پر نہیں رکھی۔ بلکہ ان کے معلومات کا ذریعہ محض وہی کتابیں رہی ہیں۔ جو پیشہ ور سیاحاں کرہ زمین یعنی مسیحی پادریوں کے خیالات تعصب آمیز کا نتیجہ ہیں۔ ان لوگوں نے لفظ حرم کو جس کے معنے خواتین کا کمرہ ہے۔ عیاشی و عیش پرستی کی جگہ خیال کیا ہے۔ اور اس خیال نے مخالفین اسلام کی غلط تشریحات اور قرآن کریم کی آیات غلط معانی سے اور تقویت پکڑلی۔ اور اس قدر طاقتور ہو گیا ہے۔ کہ اسلام کے معترضین کا ایک طبقہ اعتراض کرتے وقت منطق و معقول کو جواب دے بیٹھتا ہے۔ اور کوئی لاکھ ان اعتراضات کی تردید کرے اور اسکو ناواقفیت پر محمول بتائے مگر اسکی شنوائی مشکل ہوتی ہے ؎

رفق و مدارات بالنساء

قرآن کریم میں عورتوں کی نسبت اللہ تعالےٰ نے نہایت خوبصورتی سے فرمایا ہے ھن لباس لکم و انتم لباس لھن یعنی عورتیں تمہارے اور تم عورتوں کے لباس ہو۔ جائے تعجب ہے۔ کہ بعض لوگوں میں اس محکم اور بین آیت کے مفہوم کو بھی محل اعتراض بنایا گیا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک لطیف مثال کے ذریعہ فرقہ نساء کی اعلیٰ حیثیت کو قائم کیا ہے اور حوا کی بیٹیوں کو ذلیل سمجھنے والوں کے لئے ایک پُر مغز نصیحت فرمائی ہے جونہی لباس کا لفظ قوت سامعہ کے ذریعہ قوت تخیلیہ کے حضور پیش ہوتا ہے۔ وہیں خیالات کا ایک نہایت دلچسپ نقشہ تصور میں آجاتا ہے۔ اور انسان ذرا سے غور کے ساتھ یہ خیال کرنے لگتا ہے کہ جسطرح لباس کا کام برہنہ پن کو ڈھانپنا ہے۔ اسیطرح میاں بیوی کے لئے اور بیوی میاں کے لئے بمنزلہ لباس ہے! اور میاں بیوی کے تعلقات ہو جانے سے وہ ایک دوسرے کی عفت و ناموس کے محافظ ہو جاتے ہیں جسطرح لباس جسم کو آرام دیتا ہے۔ اسی طرح میاں بیوی کا ساتھ ایک دوسرے کے لئے آرام و آسائش کا موجب ہوتا ہے ؎

لباس کے اس ظاہری معنے کے علاوہ اس لفظ کا ایک اور لطیف و پُر روحانیت مفہوم بھی ہے جس کے سمجھنے کے لئے قرآن کریم کی مفصلہ ذیل آیت کا جاننا ضروری ہے فرمایا۔ یٰبنی اٰدم قد انزلنا علیکم لباسًا یواری سوٰاتکم و ریشًا و لباس التقوٰی ذالک خیر ذالک من ایٰت اللہ لعلھم یذکرون۔

یعنے اے آدم کی اولاد! تحقیق ہم نے تمہارے لئے لباس اتارا ہے تاکہ وہ تمہاری برہنگی کو ڈھانپے۔ اور تمہارے لئے زینت کا کام دے لیکن تقوٰی کا لباس بہترین لباس ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا ایک نشان ہے تاکہ انسان اس پر غور کرے ؎

پھر ایک اور مقام پر شیطان کے دام سے بچنے کی ہدایت فرماتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے۔ یٰبنی اٰدم لا یفتننکم الشیطٰن کما اخرج ابوٰیکم من الجنۃ ینزع عنھما لباسھما لیریھما سوٰاتھما۔ سورہ اعراف رکوع ۲۳۔ یعنی اے اولاد آدم! ایسا نہ ہو کہ شیطان تم کو گمراہ کر دے جیسا کہ اس نے تمہارے والدین کو جنت سے نکالا دیا تھا۔ ان کے لباس کو ان سے چھین لیا تھا تاکہ ان پر ان کا برہنہ پن ظاہر کرے۔ لباس سے مراد نہ صرف ظاہری لباس ہے بلکہ پرہیزگاری و طہارت قلب کا لباس بھی مراد ہے۔ اور کون نہیں جانتا۔ کہ یہ آخری لباس میاں بیوی کے تعلقات ہی سے کامل ہوتا ہے ؎

کاش! کہ لوگ قرآن کریم کی لطیف تمثیل کو سمجھتے اور شیطان کو لباس تقوٰے کے چھین لینے کا موقعہ نہ دیتے ؎

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ دراز سے شائع ہو رہا ہے اس اثناء میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نورالدین صاحب کا بنایا ہوا ہے آپنے اس سرمہ کے متعلق فرمایا۔ کہ برائے امراض چشم بسیار مفید است یہ سرمہ دھند جالا پھولا پڑوال پیلی سرخی اور ابتدائے موتیا بند اور دیگر امراض چشم کے لئے بسیار مفید ہے قیمت سرمہ اعلیٰ عمدہ قسم دوم عہ فی تولہ ۱ اصلی ممیرا قیمت فی تولہ ۱

ترکیب استعمال :۔ ممیرا پتھر پر رگڑ کر یا سرمہ کی طرح باریک پیسکر آنکھوں میں ڈالا جاوے یہ سرمہ جسکی آنکھیں گرمی میں دکھتی ہوں اُس کے لئے مفید ہے ؛

KHILAFAT LIBRARY

ست سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے جسکی عبارت یہ ہے۔ مقوی جمیع اعضا نافع صرع شہنی طعام قاطع بلغم اور ریاح دافع بواسیر و جذام واستسقاء زردی رنگ و تنگی نفس ودق و شیخوخیت و فساد بلغم وقاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و یبوست درد مفاصل وغیرہ وغیرہ کے لئے بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کے ساتھ قسم اول عہ قسم دوم ۸ فی تولہ

کلاہ اور لنگیاں ہر قسم

ہر قسم کی لنگیاں شہدی۔ پشاوری۔ بادامی اور سیاہ۔ سفید ریشمی۔ ماشی۔ سوتی۔ ٹسری صافے اور پشاوری ٹوپیاں ہر قیمت کی مل سکتی ہیں ؛

احمد نور کابلی۔ مہاجر۔ سوداگر۔ قادیان

نئی ایجاد سیویاں بنانیکی مشین

پہلی مشینوں کی طرح ڈٹ نکالکر میدہ ڈالنا نہیں پڑتا بلکہ اس کے باہر سے میدہ دیتے ہیں۔ اور ہنڈل پھیرتے ہیں۔ ایک گھنٹہ کے اندر دو سیر میدہ کی سیویاں بن جاتی ہیں۔ اور جوان سے بچہ تک بآسانی چلا سکتا ہے۔ بدیں خیال کہ امیر اور غریب سب ہماری ایجاد سے فائدہ اٹھائیں قیمت بھی بہت تھوڑی ہے۔

یعنی صرف عہ علاوہ محصولڈاک

وزن صرف ایک سیر۔ موٹی اور باریک دو چھلنیاں اور پرچی ترکیب استعمال ہمراہ ہوگی۔

تاجروں کے لئے خاص رعایت۔ خریدار اپنا پتہ صاف لکھیں

مستری فضلکریم احمدی قادیان

عہ۹۳ :۔ نوٹ :۔ ڈاکٹر ایس کے برمن کی کافوری جنتری سنہ ۱۶ء کی دس شریف لکھے پڑھے اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھنے پر بلا قیمت بھیجی جاتی ہے ؛

جس کا درد وہی جانتا ہے
دوسرا کیونکر جان سکتا ہے

یہ سخت سردی میں تندرست انسان کا جان لب ہو رہا ہے سردی ہٹانے کے لئے کتنے بندوبست کئے جاتے ہیں لیکن افسوس بدقسمتی سے دمہ کے مریض خاصکر ناقابل برداشت تکلیف دمہ سے بہت ہی پریشان ہوتے ہیں۔ اور رات دن سانس پھولنے کی وجہ سے دم نکلے جاتے ہیں۔ اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے دیکھئے! آج ان کو کسقدر تکلیف ہے لیکن افسوس ہے کہ اس لاعلاج مرض کی بازاری دوا خاصکر نشیلی اشیا اور دھتورہ بھنگ بلاڈونا پوٹاس ای اوڈائڈ دیکر نبتی ہے۔ اس لئے فائدہ ہونا تو درکنار مریض بے موت مارا جاتا ہے۔ ڈاکٹر برمن کی کیمیائی اصول سے بنی ہوئی دمہ کی دوا ایک انمول جوہر ہے یہ صرف ہماری ہی بات نہیں ہے۔ بلکہ ہزاروں مریض اس مرض سے شفا پاکر مداح ہیں۔ آپنے بہت خرچ کیا ہوگا۔ لیکن ایک مرتبہ اسے بھی آزمالیں۔ اس میں نقصان نہیں۔

قیمت عہ۹۳ فی شیشی محصولڈاک ۵ ،، اس دوا کے دو خاص فوائد ہیں۔

(۱) ایک خوراک میں دمہ دبتا ہے۔

(۲) کچھ روز کے استعمال سے جڑ سے جاتا ہے اور جبتک استعمال میں رہے۔ دورہ نہیں ہوتا ؛

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کالکتہ

نئی ایجاد سیویاں بنانیکی مشین

پہلی مشینوں کی طرح ڈٹ نکالکر میدہ ڈالنا نہیں پڑتا۔ بلکہ اس کے باہر سے میدہ دیتے ہیں۔ اور ہنڈل پھیرتے جاتے ہیں۔ ایک گھنٹہ کے اندر دو سیر میدہ کی سیویاں بن جاتی ہیں۔ اور جوان سے بچہ تک بآسانی چلا سکتا ہے۔ بدیں خیال کہ امیر غریب سب ہماری ایجاد سے فائدہ اٹھائیں۔ قیمت بھی بہت تھوڑی یعنی صرف عہ علاوہ محصولڈاک رکھی ہے۔ وزن صرف ایک سیر۔

موٹی اور باریک دو چھلنیاں اور پرچی ترکیب استعمال ہمراہ ہوگی۔

تاجروں کے لئے خاص رعایت ہے ؛

نوٹ :۔ خریدار اپنا پتہ صاف تحریر کریں ؛

مستری فضلکریم احمدی۔ قادیان ؛

اصل کی نقلیں بھی بنا ہی کرتی ہیں کسی چیز کی زیادہ نقلیں ہونا دراصل
اسکی خوبی کو ظاہر کرتی ہیں عقلمند لوگ ڈھونڈ کر اصل کو پاتے ہیں اور

نقالوں کے دھوکے میں نہیں آتے

KHILAFAT LIBRARY

پہننے برتنے۔ کھانے کی اشیا میں بھی دیکھا کہ جہاں اصل موجود ہے۔ اسکی نقل بھی فوراً موجود ہوتی ہے اور ایسی کہ عام انسان پہچان نہ سکے۔ اور تو اور نقل کرنے والوں نے روپیوں اور نوٹوں تک کی نقل کی۔ موتی اور لعل سب نقلی موجود ہیں۔ جرمن نے جو موتی نقلی بھیجے ہیں۔ اصل ان کے سامنے کچھ معلوم نہیں ہوتے ہیں کیسر کستوری جیسی اشیاء کی نقلوں کو پہچاننا مشکل ہوتا ہے۔ **امرت دھارا** بھی نقلوں سے کیسے بچ سکتی تھی جب سے امرت دھارا نے نام پایا۔ نقالوں کے منہ میں پانی بھر آیا۔ بہت کوششیں کیں۔ مگر اصل کا پتہ نہ پایا۔ لگے دھڑا دھڑ جھوٹی نقلیں کرنے غضب کی بات یہ ہے کہ نام ایسے رکھتے ہیں جس سے امرت دھارا کا شک پڑے۔ اور بعضوں نے ایسے ملتے جلتے نام رکھے ہیں۔ کہ انسانی آنکھ فوراً دھوکا کھاوے۔

پس صاحبان بہت احتیاط کا زمانہ ہے۔ اگر آپکو ہی ونود وید بھوشن پنڈت ٹھاکر دت شرما وید کی ایجاد کردہ

"امرت دھارا"

قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنہ (عہ) نصف شیشی (۱۴) عمومی چھوٹی شیشی (۸)

خریدنی ہے تو سوچ سمجھ کر خریدیئے۔ اور احتیاط رکھئے۔ کہ آپ کو امرت دھارا کے سوائے اور کوئی چیز تو نہیں مل رہی ہے تھوڑی قیمت کا خیال نہ کرو۔ اگر سخت وقت میں کام نہ دے۔ تو پھر پچھتاوا لگے گا۔ امرت دھارا ان تمام امراض کا جو عام طور پر گھروں میں بوڑھوں۔ بچوں یا جوانوں کو ہوتی ہیں جگمی علاج ہے اور اسکی ہر ایک شیشی ہمیشہ ہر جیب میں ضرور رہنی چاہیئے۔ وقت بے وقت یہ بہت خرچ۔ تشویش اور تکلیف سے بچا دیگی۔

بیس ہزار سارٹیفکٹ اسکی خوبیوں کے مداحوں کی موجود ہیں۔ اور سب کی یہ رائے ہے

کہ امرت دھارا ہمیشہ موجود رکھنا ایک معالج کا موجود ہونا ہے

المشتہر

منیجر۔ امرت دھارا اوشدھالیہ۔ امرت دھارا بھون لاہور

خط و کتابت و تار کے لئے پتہ

امرت دھارا ۵۲ برانچ لاہور